بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت صوم قرآن کی روشنی میں

قرآن فہمی کیلئے شرط

قرآن حکیم کی اصطلاحات اور آیات کو صحیح معنوں میں وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو قرآن کو سیاسی کتاب اور حکمرانی کے قوانین کی کتاب مانتا ہو- اسکے بغیر قرآنی اصطلاحات کی صحیح معانی سمجھنا محال ہوگا- قرآن حکیم اپنے جوہر میں هُدًى لِّلنَّاسِ (185-2) کتاب ہے یعنی انسانی ہدایت اور فلاح کیلئے جو جو بھی نظام اور فلاحی حکومتیں قائم کی جاتی ہوں تو ان سب کا منشور اور مینی فیسٹو کتاب قرآن ہوگا، اس دعوی کا ثبوت یہ ہے کہ قرآنی ہدایات والی پہلی بار حکومت قائم کرنے والے، پہلے مؤسس اور حکمران جناب محمد الرسول اللہ کو رب پاک نے فرمایا کہ إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتَـٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا- وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا (106-105-4) یعنی اے رسول! ہمنے آپکی جانب قوانین کی حق والی کتاب نازل کی ہے، تاکہ آپ لوگوں کے بیچ حکمرانی کریں، انکے متنازعہ امور میں اللہ کی عطاکردہ بصیرت کے ساتھ- (خیال کرنا) ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ خائن لوگوں کے آپ وکیل بن بیٹھیں، ایسی صورتحال سے بچنے کیلئے لازم ہے کہ آپ ہر وقت اللہ کے قوانین کی پناہ کی کھوج میں رہیں- تحقیق اللہ مہربان اور پناہ دینے والا ہے-

میں نے گذارش کی کہ قرآن حکیم کے اہم اصطلاحی الفاظ کی حقیقی معانی جب سمجھ میں آسکینگی جب کوئی شخص کتاب قرآن کو حکومت کے گڈ گورننس کا رہنما اور آئین تصور کریگا، جناب رسول علیہ السلام کی معرفت جو قرآنی انقلاب معرض وجود میں آیا تھا، اسے انقلاب دشمن پاپائیت اور استحصالی غلام ساز شاہی عفریتوں نے ناکام بنانے کیلئے پہلے پہل اسکی انقلابی اصطلاحات کی معانی اور مفاہیم کو مسخ کرنے اور بدلنے کا وار کیا، مثال کے طور پر مسجد کی حقیقی اور اصلی معنی ہے وہ مقام اور عدالت، جہاں کے نافذ کردہ احکامات اور فیصلوں کے آگے جھکا جائے، اور انہیں تسلیم کیا جائے (-2 143) (-7-9) اسکے مقابل آج جو اسکی معنی مفہوم مشہور ہے وہ کسی سے مخفی نہیں- اسطرح "حج" کی حقیقی معنی ہے آپس کے خصومات اور جھگڑوں کے فیصلے کرنا (4-3-9) مقامی چھوٹی عدالتوں سے لیکر اوپر کی لیول کی سپریم کورٹ اور اس سے بھی بڑھکر بین الاقوامی عدالت تک کو حج کہا گیا ہے (-2 189) (3-9) لیکن صدیوں سے لیکر حج کی بگاڑی ہوئی معنی مشہور کی گئی ہے، جس معنی میں ملکی اور بین الاقوامی عدالت کا تصور بھی نہیں ہے اور نہ ہی آج کے والے حج پر کوئی بین الاقوامی فیصلے صادر

کرنے والا کوئی پاور فل حکمران ہے نہ کوئی فریادی ہے، آج کا مروج خلاف قرآن حج، کچھ رسومات اور
زیارات کا مجموعہ ہے اور بس- اسطرح قرآن حکیم کی بہت ہی اہم اصطلاح الصلوۃ، جو کہ ریاست کے
نظم وضبط اور ڈسیپلن سے تعلق رکھتی ہے، اور اسمیں اسٹیٹ سروسز کی مکمل ہدایات ہیں -75)
(31 (2-45) (19-59) (5-106) (107-4) اسی طرح قرآن حکیم کی اہم اصطلاح
"صبر" کی معنی قرآن حکیم نے خود بتائی کہ ثابت قدم ہو کر جمکر لڑنے والا (2-50) احتجاج کرنے
والا (18-67) انتاجم کر لڑنے والا بہادر جو اکیلے بھی دو-دو مقابل مخالفوں سے نبرد آزما ہو -8)
(66 بلکہ قرآن حکیم نے اس سے بھی زائد بتایا کہ صابر لوگ ایسے بھی ہیں جو ایک-ایک صبر کے
ساتھ لڑنے والا شخص اکیلے ہوتے ہوئے بھی دس-دس مقابل مخالفوں سے بیک وقت مقابلہ کرے
(8-65)

جناب قارئین! قرآن حکیم کی صبر کیلئے بتائی ہوئی ان معانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے پھر
صبر کی رائج الوقت مشہور اور مروج معنی پر بھی غور کریں اور سوچیں کہ کیا تو قرآن حکیم کی نہایت
اہم اور عبقری اصطلاحوں کی گت بنائی گئی ہے۔ اسی طرح لفظ سبح اور تسبیح کی معنی ہمہ تن جملہ اعضاء
جسم کے ساتھ تیرنا اور سعی کرنا، جسطرح جناب یونس علیہ السلام کیلئے قرآن حکیم نے فرمایا کہ فَلَوْلَآ
أَنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلْمُسَبِّحِينَ ۔ لَلَبِثَ فِى بَطْنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (37-143) (7-73) یعنی اگر یونس
علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلنے کیلئے ہمہ تن سعی و کوشش نہ کرتے تو یوم بعث تک اندر پڑے
رہتے، اس قرآنی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے کہ روایت ساز امامی علوم کے موجدوں نے
تسبیح کی معنی پتھر پلاسٹک اور لکڑی کے دانے جن میں سوراخ بنا کر ان میں دھاگے ڈالکر انکی مالھائیں
بنا کر انپر اللہ کے ناموں کی گنتی کرنے کو تسبیح کہا ہے، غور کیا جائے کہ قرآن دشمنوں نے قرآن حکیم
کے انقلابی اصطلاحات کے مفاہیم کا کیا تو حشر کیا ہے۔ بہر حال اسطرح کی کئی اور اصطلاحیں شکر،
ایمان، تقدیر، اعتکاف، توکل، ذکر، توبہ، مغفرت، زکوۃ، صوم، دعا، مطلب کہ قرآن حکیم کے جملہ
انقلابی رخ کو جعلی اور من گھڑت معناؤں کے ذریعے کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا! انکی ان تحریفات
معنوی کا تفصیل قدرے میری کتاب "قرآن کا فرمان" میں ہے۔

متاع دین و دانش بیچ ڈالی چند سکوں پر
ترا ہر اک مسلمان کفر کا دربان ہے ساقی

میرے اس مضمون کا عنوان چونکہ قرآن کی اصطلاح صوم سے متعلق ہے، اسلئے روایت
ساز اور ان سے فقہ ساز امامی کھیپ نے جو قرآن حکیم کی انقلابی تعلیمات پر معنوی تحریفات کے ظلم

والے پہاڑ ڈھائے ہیں ان سب کا تفصیل اس مضمون میں لانا یہ خارج از موضوع ہو جائے گا، اس قسم
کے تفصیل کا اصل مقام تفسیر قرآن ہو گا، دشمنوں کے تحریفی تیروں اور نیزوں سے قرآن کا جسم
چھلنی ہے، بقول کسی کے کہ۔

تن ہمہ داغ داغ شدہ- پنبہ کجا کجا نہم۔

گرامی قدر قارئین! میں نے شروع میں عرض کیا کہ قرآن حکیم سیاسی رہنمائی کی سیاسی
کتاب ہے، انسانوں کی فلاحی ریاست کا فلاحی منشور ہے، اسلئے اس نے گورنمنٹ کے حکام کو خطاب
کرتے ہوئے فرمایا کہ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (2-183) یعنی "اے (معاشروں کو) امن پہنچانے والے لوگو! تمھارے
اوپر کچھ بندشیں لاگو کی جاتی ہیں جسطرح تم سے پہلے والے لوگوں پر وہ بندشیں عائد کی گئی تھیں، اس
خاطر کہ تم (قوانین قرآن سے منحرف ہونے سے) خود کو بچاؤ" (ترجمہ ختم) اس آیت کریمہ میں "
آمنوا" کے ترجمہ "امن دینے والے حکمران اور افسران" پر کسی کو تشویش نہ ہونی چاہیے، اسلئے کہ
اس رکوع کی آخری آیت میں اسی ترجمہ کی تائید ثابت ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ وَلَا تَأْكُلُوٓا۟
أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ
تَعْلَمُونَ (2-188) یعنی، اپنے مالوں کو آپس میں باطل و ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ، جو رسائیوں
اور رشوتوں کے ذریعے حاکموں تک حصہ رسی کر کے لوگوں کے مالوں سے۔ عوام کے بجٹ سے کوئی
حصہ کھاجاؤ (بالاثم) جو ایسے عمل سے ترقیاتی کام رک جائیں (44-44) جب کہ تم ان نتائج کو
جانتے بھی ہو۔ لفظ "آمنوا" سے مراد امن دینے والے۔

حکام کی دوسری مثال قرآن سے۔

نوٹ:۔ میں یہاں جو آیات بطور مثال خدمت میں پیش کرونگا تو انکی سیاسی مفہوم کی
طرف صرف اشارہ کرونگا، تفصیل ہر شخص اپنے گھروں میں موجود ترجمہ والے مصاحف سے پڑھے
اور ان پر غور کرے، چہ جائیکہ وہ ترجمے تحریف شدہ بھی ہیں لیکن قرآن اپنی حقیقت آپکے ذہن تک
زوری پہنچانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے آپ کو صرف تامل کرنے اور تدبر کرنے کی زحمت کرنی
ہو گی، مجھے ان مثالوں سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ یاایھاالذین آمنوا سے خطاب حکومتی افسروں کو
بھی کیا گیا ہے اور آمنوا سے مراد غیر سرکاری ملازم مؤمن بھی کئی جگہوں پر آیا ہے، ہر کوئی شخص اپنی
بصیرت سے اس فرق کو سمجھے۔

(ملکی خارجہ پالیسی کے متعلق قرآن کی ہدایت) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا۟ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ (3-118)
یعنی اے امن دینے کے ذمہ دار مؤمنو! اپنوں کے سوا غیروں کی اتھارٹی والوں سے اندرونی رازوں والی دوستی نہ رکھو، یہ مخالف چاہتے ہیں کہ آپکی ریاست کو نقصان پہنچائیں، انکے مونہوں سے تمھارے خلاف بغض و نفرت کی باتیں تو آئے روز ظاہر ہوتی رہتی ہیں، لیکن انکے اندر کے جو باطنی منصوبے آپکے خلاف ہیں وہ ان سے بھی بڑے خطرناک ہیں۔

مومن بمعنی حکمران اور قرآن کے سیاسی رہنما کتاب ہونے کی تیسری مثال قرآن سے۔

(دشمن کے ہاتھوں میدان جنگ میں بک جانے پر قرآن کا انتباہ) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا۟ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلْحَقِّ (60-1)
یعنی اے مومن لوگو! اے حکمرانو! میرے دشمنوں اور آپکی ریاست کے دشمنوں کو دوست مت بناؤ! تم لوگ ان دشمنوں کو ایسے حال میں دوست بنا رہے ہو جو وہ اس حق والے قانون سے دشمنی رکھتے ہیں۔ جو تمھاری طرف آچکا ہے، یہ دشمن لوگ تمہیں اور رسول کو، اللہ کی زمین سے نکالنا چاہتے ہیں اسلئے کہ (انکی جاگیر دار شاہی کا انکار کرتے ہوئے) تم نے اللہ کے دئے ہوئے نظام ربوبیت پر ایمان لایا ہے۔ (خبردار!) اگر تم لوگ میری کتاب والے قانون کی راہ میں جہاد کیلئے نکلے ہو اور میری خوشنودی کے تم متلاشی ہو، پھر اسکے باوجود دشمنوں سے اندرون خانہ دوستی کی راہ و رسم بھی رکھنا چاہتے ہو! تو یاد رکھو! میں خوب جانتا ہوں آپکی مخفی اور ظاہری پالیسیوں کو، جو شخص بھی ایسی ڈبل پالیسی چلے گا تو وہ کھلی گمراہی میں جا پہنچے گا۔

چوتھی مثال: "پیسوں کی لالچ میں آکر کسی کو کافر قرار دیکر اسے نہ مارو، جب تم کسی بھی علاقہ میں پہنچو تو وہاں ہر کسی کو اپنا دشمن قرار دیکر نہ مارو، نہ لوٹو" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَتَبَيَّنُوا۟ وَلَا تَقُولُوا۟ لِمَنْ أَلْقَىٰٓ إِلَيْكُمُ ٱلسَّلَٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (4-94)

پانچویں مثال: "خارجہ پالیسی سے متعلق ہدایت" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَوَلَّوْا۟ قَوْمًا غَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا۟ مِنَ ٱلْءَاخِرَةِ كَمَا يَئِسَ ٱلْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْقُبُورِ (60-13) یعنی اے مؤمنو! مغضوب علیہم قوم سے دوستانہ تعلقات نہ رکھو، یہ لوگ تو قبروں سے نکل کر آخرت کی حیاتی کے بھی منکر ہیں اور انکو صرف دنیاوی مفادات سے سروکار ہے۔

چھٹی مثال: "کورٹ فی مالداروں سے وصول کرو غریبوں کو معاف کرو" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نَٰجَيْتُمُ ٱلرَّسُولَ فَقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىْ نَجْوَىٰكُمْ صَدَقَةً ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (58-12)

ساتویں مثال: "دشمن کی انٹیلیجنس سے ہوشیار رہنے کی ہدایت" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ مُهَٰجِرَٰتٍ فَٱمْتَحِنُوهُنَّ ٱللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَٰنِهِنَّ (60-10)

آٹھویں مثال: "مؤمنوں، انقلابی ورکروں اور حکام کو خصوصی، نظریاتی پختگی، کیمونیکیشن کو مضبوط رکھنے اور آنیسٹ رہنے کی ہدایات" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱصْبِرُوا۟ وَصَابِرُوا۟ وَرَابِطُوا۟ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (3-200)

نویں مثال: "عدالتی قوانین کی رہنمائی" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ٱلْحُرُّ بِٱلْحُرِّ وَٱلْعَبْدُ بِٱلْعَبْدِ وَٱلْأُنثَىٰ بِٱلْأُنثَىٰ فَمَنْ عُفِىَ لَهُۥ مِنْ أَخِيهِ شَىْءٌ فَٱتِّبَاعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَٰنٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ ٱعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ وَلَكُمْ فِى ٱلْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ يَٰٓأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (2-178-189)

دسویں مثال: "سارے لوگ ایک ہی محکمہ میں بھرتی ہونے کا شوق نہ رکھیں" وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ (3-104)

گیارہویں مثال: "نظام حکومت چلانے میں مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں باہمی تعاون اور دوستانہ ماحول میں اللہ اور رسول کی اطاعت میں ڈیوٹیاں سرانجام دیں" وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ أُو۟لَٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ ٱللَّهُ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (9-71)

لفظ صوم کیا ہے

محترم قارئین! قرآن حکیم میں لفظ آمنوا سے مراد اور معنی امن دینے والے، امن قائم کرنے کے ذمہ دار حکمران اور افسران کے مثال گیارہ عدد آیات مبارکہ سے دے چکا، آگے اسی آیت کریمہ (2-183) میں حکم کتب علیکم الصیام لفظ الصیام جو کہ صیغہ کے لحاظ سے [illegible] ہے اسکا مفرد اور واحد صوم بنتا ہے، اسکے متعلق گذارشات پیش خدمت عرض رکھتا ہوں" لفظ صوم کی معنی ہے کسی بھی قول یا فعل سے رک جانا۔ اور کسی بھی چیز کی اپنے آپ پر یا کسی پر بھی بندش عائد کرنا۔ کنٹرول کرنا، کسی ضابطہ میں پابند اور محدود ہو جانا۔ لفظ صوم اپنی مختلف شکلوں میں قرآن حکیم کے

اندر (14) بار استعمال ہوا ہے۔ آیت کریمہ (2-183) سے لیکر (2-186) تک صوم سے متعلق ہدایات کا تعلق ان افسران سے ہے جنہیں حکمرانی کے مختلف موضوعات کو سمجھنے کیلئے ٹریننگ حاصل کرنی ہے۔ اس تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنے کیلئے قرآن حکیم نے صوم کے گنتی کے دنوں کو متعین کرنے کیلئے جملہ " ایاما معدودات "کا فرمایا ہے جسکی معنی ہے گنے چنے دن۔ قرآن حکیم نے جان بوجھ کر ان دنوں کا مقرر عدد نہیں بتایا، یہ اسلئے کہ ہر محکمہ کے افسران کی سی آر اور میرٹ کا فائیل انکے ایڈمن والے شعبہ اور ایس اینڈ جی ڈی کے محکمہ کے پاس موجود ہوتا ہے، پھر وہ منتظمین لوگ، افسروں کی پہلے حاصل کردہ میرٹ کی روشنی میں نئے -نئے کورسوں جنکی انہیں پہلے تربیت ملی ہوئی نہیں ہوتی، انکی ٹریننگ مقرر کرینگے کہ انکا یہ تربیتی کورس، چار، پانچ، دس، بارہ، پندرہ، بیس دنوں کا ہے، مطلب کہ یہ دنوں کے تعداد کا تعین کرنا ایس اینڈ جی ڈی والوں کا کام ہے۔ اسی کو قرآن حکیم نے ایاما معدودات کہ کر اپنی طرف سے وہ گنتی کے دن نہیں بتائے۔ اسلئے کہ یہ کام بیوروکریسی کے انتظامی شعبہ والوں کا ہے، جسکا تعلق تربیتی کورس کے مقدار سے ہے۔

افسروں کے ساتھ ایام صوم میں رعایات

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (2-184) پھر جو کوئی شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنی گنتی پوری کرنے کیلئے دوسرے دنوں میں وہ روزے رکھے۔ اور جو کوئی شخص طاقت کے زور لگا-لگا کر بمشقت رکھ پاتا ہے تو اسکے لئے یہ رعایت ہے کہ وہ ایک مسکین کا کھانا اسے بطور فدیہ کے دے، پھر جو کوئی شخص زیادہ دینا چاہے تو وہ اسکے لئے بھلا ہوگا۔ اور فدیہ دینے سے صوم رکھنا یہ بہتر ہے اگر تم (ان حکمتوں کو) جانو۔

ماہ رمضان کو ٹریننگ کیلئے کیوں مقرر کیا گیا؟

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (2-185) ترجمہ، " رمضان کا مہینہ اس مرتبت والا مہینہ ہے جسمیں قرآن حکیم جیسی کتاب نازل کی گئی "یہ ایسی تو کتاب ہے جو جملہ نوع انسان کیلئے ہدایت کی کتاب ہے جسکے اندر ہدایت کے ایسے تو دلائل ہیں جنکے ذریعے حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو جاتا ہے، پھر جو کوئی تم (آمنوا، حکمرانوں) میں سے اس مہینہ کو پائے تو لازم ہے اسپر کہ وہ اسکے (ایاما معدودات) والے صوم رکھے اور جو کوئی ان دنوں میں بیمار ہو

یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے صحت والے دنوں سے معدودات والی گنتی پوری کرے" اللہ تمہارے ساتھ سہولت چاہتا ہے، تمہارے ساتھ تنگی کرنا نہیں چاہتا، (اس سہولت سے مقصد یہ بھی ہے کہ آپ لوگ اپنے ایڈمن شعبہ کی طرف سے مقرر کردہ ایاما معدودات والی) عدت کو مکمل کرو۔

جناب قارئین! اس آیت (2-183) کے افسروں والے صیام کے سوا بقیہ جتنے بھی اقسام صوم مجرموں پر بطور کفارہ کے قرآن نے بتائے ہیں انکے لئے انمیں اسطرح کی کوئی رعایت نہیں ہے۔

محترم قارئین! مبحث صوم میں آیت (2-183) میں فرمایا گیا کہ صوم گنتی کے کچھ دن ہیں، دنوں کے عدد کا تعین نہیں بتایا اسلئے کہ اسکا تعلق متعلقہ شعبہ کے قوانین اور کورس سے ہے جو کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں، ٹریننگ کا مہینہ چونکہ ماہ رمضان طئے کیا گیا ہے اسلئے آیت (2-185) میں فرمایا کہ جو بھی شخص اسی ماہ کو پائے تو اسکے صوم رکھے، اس جملہ سے لوگوں کو مغالطہ دیا جاتا ہے کہ مہینہ رمضان کے سارے دنوں کے صوم سب لوگوں کو رکھنے ہیں، یہ بات سراسر غلط ہے اسلئے کہ اسی آیت کریمہ میں آگے فرمایا گیا ہے کہ و لتکملوا العدۃ یعنی گنتی کے دن مکمل کرو، سو اس سے مراد گنتی کے ایام معدودات والے دن ہیں جو شعبہ ایڈمن بتائے گا، لیکن اگر مغالطہ ڈالنے والونکی بات مانیں کہ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ سے مراد سارے مہینہ کے روزے رکھنے ہیں تو پھر آگے والے جملہ میں و لتکملوا العدۃ کے بجاء و لتکملوا الشھر لکھا جاتا، جو کہ قرآن حکیم نے ایسے نہیں فرمایا، تکمیل شھر اور تکمیل عدت کے فرق پر غور کرنے کی صورت میں گتھی سلجھ جائے گی جس سے لوگ امامی علوم کے تھڈے کو سمجھ جائیں گے"۔

ٹریننگ کا مقصد کیا ہے؟

وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (2-185) آپکی اس ٹریننگ کا مقصد اور غرض یہ ہے کہ آپ لوگ (دنیا کے لوگوں کے خود ساختہ استحصال کے جواز والے قوانین کے مقابلہ میں) قوانین خداوندی جو کہ (لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ (15-20) ہر شخص کو اسکے سعی و محنت کا پورا-پورا صلہ ملے، ایسے قوانین الاہی کی) بڑائی اور بلندی ثابت کر کے دکھاؤ، اس تعلیم و تربیت سے جسکی آپکو قرآن سے ٹریننگ ملی ہے، اور اس قرآنی تعلیم و تربیت کا مقصد یہ بھی ہے کہ آپ ایسے قوانین اور ان کے وہ نتائج جن سے لوگوں کو خوشحالی حاصل ہو وہ سارے جہان والوں کے سامنے کھول کر رکھیں" (2-152) ہمنے اوپر ایک سوال کیا کہ ٹریننگ کا مقرر مہینہ رمضان المبارک کیوں؟ اسکا ایک جواب قرآن حکیم نے دیا کہ اس مہینہ میں کھلے دلائل والی کتاب نازل ہوئی ہے، اس لئے

اس نزول کی مناسبت سے تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنے والوں کے لئے اسی ماہ مبارک کو تربیت کا
مہینہ مقرر فرمایا گیا ہے، اسکے علاوہ اسی ماہ مبارک کو تربیت حاصل کرنے کیلئے مقرر کرنے کی دوسری
حکمت ہر آدمی کو تھوڑی سی عقل استعمال کرنے سے سمجھ میں آنی چاہیے وہ یہ ہے کہ ایک تو آیت نمبر
(2-185) میں اللہ کی جانب سے شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن- فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ
زمانہ نبوت تک عربی مہینے شمسی کیلنڈر کے مطابق تھے، جنکے نام موسموں کے حوالوں سے تھے،
جسطرح کہ رمضان کی معنی سخت گرمیوں والا مہینہ۔ رجب کی معنی کھجور کے گوشوں کو لکڑوں کے
ذریعے سہارے دینا جب وہ پھل سے بوجھل ہو جائیں، ربیع کی معنی موسم بہار، جماد کی معنی موسم
خزاں، وغیرہ وغیرہ، لیکن دشمنان اسلام و قرآن نے جب سے دین اسلام کے ماخذ واحد قرآن کو منسخ
اور منسوخ کرنے کیلئے جھوٹی حدیثیں بنا کر دین اسلام کا ماٗخذ انکی گھڑی ہوئی روایات کو جناب رسول
علیہ السلام کے اسم گرامی کی طرف منسوب کر کے بنایا، اس تحریفی دور میں اصحاب رسول کے اصلی
اسمائے گرامی کو بھی مٹا کر انکے نام گالیوں والی معنی کے نام مقرر کر ڈالے، جو انکی بنائی ہوئی احادیث کا
کارنامہ ہے، ان ہی ایام میں اسطرح عربی مہینوں کو بھی شمسی کیلنڈر سے موڑ کر قمری کیلنڈر کی طرف
پھیر دیا، لیکن اس تبدیلی کے عمل میں انکی چوری چھپ نہ سکی وہ اسطرح کہ قرآن نے اپنے نزول کا
مہینہ موسمی نام والا بتایا، جو کہ شمسی جنتری سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے روایت سازوں کی گڑبڑ کرنے
کا پتا لگ گیا۔ یعنی چور پاؤں کے نشانوں سے پہچانے گئے۔

میں نے جو ابھی ذکر کیا کہ رد قرآن کیلئے علم حدیث ایجاد کرنے والوں نے اجلہ اصحاب
رسول کے اسماء گرامی جو اصلی اور انکے والدین کے رکھے ہوئے تھے انہیں بدل کر انپر گالیوں والے
تبرائی نام چسپاں کر دئے جیسے کہ عبدالمطلب کی معنی بھکاری کا بندہ، اس معنی میں جناب رسول کے
دادا کو تو جو کہا سو کہا لیکن اللہ کے شان میں بھی گستاخی کی گئی ہے، ابو بکر کی معنی کنواری لڑکی کا باپ،
فاروق کی ایک معنی بزدل، عثمان کی معنی سانپ کا بچہ، علی اللہ کا ایک صفاتی نام، معاویہ کی معنی بھونکنے
والا، عباس کی معنی بدشکل، خدیجہ کی معنی اونٹنی کا وہ بچہ جو نامکمل کچی حالت میں دوران حمل گر جائے،
فاطمہ کی معنی جو بچوں کو دودھ نہ پلائے، کلثوم کی معنی لہسن جیسی، رقیہ کی معنی جھاڑ پھونک وغیرہ۔

جناب قارئین! میں ماہ رمضان کو ٹریننگ اور تربیت کیلئے دائمی طور پر مقرر کرنے کی
دوسری وجہ بتا رہا تھا وہ اس حوالہ سے کہ یہ مہینہ ہمیشہ گرمیوں میں آتا ہے جو کہ شمسی مہینوں میں سے
ماہ جون کا متبادل بنتا ہے تو اس حساب سے اسکے دن سب دنوں سے زیادہ بڑے بنتے ہیں، اسوجہ سے
جن جن علاقوں میں بجلی کی سہولت نہیں ہو گی وہاں وہاں اس مہینہ میں ٹریننگ حاصل کرنے کیلئے

دن کے بڑے ہونے سے زیادہ سے زیادہ وقت پڑھنے پڑھانے پر لگایا جاسکے گا اسطرح تھوڑے دنوں
میں زیادہ وقت پڑھنے پڑھانے پر لگایا جاسکے گا، جو اتنا کام سردیوں میں سرانجام نہیں دیا جاسکے گا۔
اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کے پاس وقت کی کتنی تو قدر ہے۔

لفظ صوم کی غلط معنی مشہور کی گئی ہے

جناب قارئین! عربی لفظ صوم کی معنی تو آپ پڑھکر آئے کہ "روک" "بندش" اور
"کنٹرول کرنا" ہے لیکن اسکا جو غیر عربی ترجمہ مشہور کیا گیا ہے بنام "روزہ" کے وہ اصل میں فارسی
زبان کا لفظ ہے جو ایشیا یورپ میں بسنے والی جملہ قوموں کے ہاں کلچر اردو زبان کے کشکول میں بھی
آگیا ہے، یہ ترجمہ سراسر غلط ہے اور علمی خیانت ہے وہ اسطرح کہ، روزہ، کی معنی ہے ایک دن یا ہر
روز، یا دن، یا یومیہ، یا روزانہ وغیرہ۔ تو صوم کی اصل معنی روک کے ساتھ اس فارسی معنی کا کوئی جوڑ
اور معنوی مناسبت نہیں ہے۔ یہ معنوی تحریف کیوں کی گئی ہے؟ یہ اس سلسلہ کی کڑی ہے جسمیں
قرآن حکیم کے کئی ساری انقلابی اصطلاحات اور حکمرانی کے انتظامی ہدایات والے الفاظ کی معناؤں
میں ان حدیث سازوں نے تحریفیں کی ہیں، اسطرح لفظ صوم جو خالص حکومتی انتظام اور عدالتی
ڈکشنری سے تعلق رکھنے والا لفظ ہے جسکا مزید تفصیل ابھی اور بھی آگے آئے گا، اس فارسی اور اردو
ترجمہ "روزہ" سے ان محرفین کا مقصد اسکی اصل معنی و مفہوم سے قرآن پڑھنے والوں کے ذہنوں کو
دور کرنا ہے" جس سے مسلم امت اور عام قرآن پڑھنے والے لوگ اسے حکمرانی کی عدالتی اور
انتظامی اصطلاح سمجھنے کے بجاء اسے ان کی روایات والی پوجا پاٹھ کی ایسی چیز قرار دیں جس سے بغیر
اصل معنی کے انہیں انکا والا روزہ باوجود گناہ کرنے کے جن لوگوں پر اللہ کے فیصلہ سے دوزخ واجب
ہو چکی ہو، وہ انہیں یہ انکی معنی والا روزہ دوزخ سے معافی دلا کر جنت میں پہنچائے، جبکہ اللہ عزوجل
نے جنت ملنے کیلئے یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ یہ انعام میں نہیں ملا کرتی جنت کا ملنا بھی عمل اور کسب سے
تعلق رکھتا ہے، جیسے کہ رب پاک نے فرمایا کہ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ (14-46) یہی جنت والے لوگ اسی میں ہمیشہ رہینگے بدلے میں ان اعمال کے جو وہ کرتے
رہے تھے۔

محترم قارئین! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ لوگ سمجھ کر قرآن پڑھنے کیلئے کچھ
وقت نکالیں، پورے قرآن میں جنت کے گفٹ میں ملنے یا انعام میں ملنے کا ذکر کہیں بھی نہیں لکھا گیا۔
مفت میں جنت ملنے کی جملہ حدیثیں جھوٹی ہیں، ایسی حدیثیں بنانے والوں نے یہ اسلئے گھڑی ہیں کہ

امت مسلمہ انکے غلط دلاسوں سے نکمی اور بے عمل بنجائے اور مفت میں جنت کے وارث ہونے کے گھمنڈ میں روزوں کے ذریعے بخشش کے آسرے میں وہ بدکاریاں کرتے پھریں۔

آخر میں قارئین کرام کی توجہ میں پھر سے قرآن حکیم کی اہم عدالتی سزا کیلئے مقرر کردہ اصطلاحی لفظ صوم کی غلط معنی کے مشہور کرنے کے پسمنظر اور اصل مقصد کی طرف مبذول کرنا چاہوں گا کہ جب قرآن نے صوم کی معنی طلوع فجر سے رات کے آنے تک کھانے پینے جماع کرنے سے رک جانا بتائی ہے تو کیا کوئی بھی علمی پھنے خان بتا سکتا ہے کہ فارسی زبان میں روزہ کی معنی صوم کی طرح رک جانا ہے؟ جواب یہ ہے کہ روزہ کی معنی ہے "ایک روز" رک جانا نہیں ہے، تو کوئی بتائے کہ آخر اس غلط معنی کو مشہور کرنے سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امامی علوم کی مرتبین نے صوم کی غلط معنی مشہور کرنے کی طرح صلوۃ کی معنی، قانون قرآن کی پیروی کرنا، (32-31-75) کے بجاء جو آگ کے سامنے مجوسی لوگ نماز پڑھتے ہیں اسے صلوۃ کی معنی میں لے آنا یہ تحریف اور تبدیل معنی، مقصود قرآن یعنی سیاسی نظام چلانے والی کتاب کے تصور سے موڑنے کیلئے ثابت ہوتی ہے، اسطرح قرآنی اصطلاح زکوۃ کی معنی ہے کہ حکومت، رعیت کے ایک ایک فرد کی پرورش والی جملہ ضروریات زندگی کی کفیل ہے (22-41) تو اس معنی سے علم حدیث بنانے والوں نے اسے بجاء حکومت کے یہ بوجھ عوام پر ڈالدیا کہ وہ لوگ سال میں ایک بار ایک سو روپیہ پر ڈھائی روپیہ غریبوں کو دیا کریں یہ معنی ثابت کرتی ہے کہ یہ معنی بنانے والے حکومتوں کے دلال اور ایجنٹ بھی ہیں، اسطرح قرآن کی اصطلاح حج کی معنی بھی علم حدیث بنانے والوں نے کبھی بھی عدالت کے معنی میں کہیں نہیں بتائی کہ حج پر لوگوں کے آپس کے جھگڑوں کے فیصلے ہوا کرتے ہیں، امید ہے کہ ان مختصر مثالوں سے قارئین لوگ قرآن میں معنوی تحریفات کے امامی علوم کی چکربازیوں کو سمجھ گئے ہونگے۔

ٹرینی افسروں کی تعلیمات کا بنیادی مأخذ کیا ہوگا

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (2-186) ترجمہ: جب میرے بندے میری رہنمائی کے بارے میں تجھ سے استفسار کریں تو انہیں بتائیں کہ میں تو ہر وقت آپکے قریب ہوں اتنی حد تک جو پکارنے والے کو جب جب وہ پکارتا ہے تو میں اسکا جواب دیتا ہوں پھر لازم ہے انپر کہ وہ مجھ سے جواب طلبی کریں، اور میرے جوابوں پر اعتماد کرتے ہوئے انکی فرمانبرداری کریں تا کہ ہدایت پائیں۔

نوٹ: کئی لوگوں کو قرآن میں نقائص ثابت کرنے کا شوق ہوتا ہے اور وہ لایعنی بے مقصد مغزماری کرتے رہتے ہیں، کہ ساری چیزیں قرآن میں نہیں ہیں اس لئے اگر کوئی کہے کہ انجنیئرنگ

اور میڈیکل کے شعبوں کی ٹریننگ کے کورس قرآن میں کہاں ہیں تو انکی خدمت میں عرض ہے کہ ویسے تو آبی جہاز سازی کی صنعت سے متعلق اللہ پاک نے جناب نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ (23-27) یعنی ہمنے نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ ہماری نگرانی میں ہماری وحی کردہ ہدایات کے تحت بیڑا تیار کرو، یا جناب داؤد علیہ اسلام کے بارے میں بتایا کہ: وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ (21-80) یعنی ہمنے اسے جنگی دفاعی اسباب میں سے زرہ سازی کی صنعت سکھائی جس سے تمہیں بچاؤ ملے۔ یہ علوم عقلی مسلم غیر مسلم جملہ انسانوں کو اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں کا عطیہ ہے، ان کا تعلق عقل کے استعمال سے ہے اوپر جس آیت کریمہ کے حوالہ سے تربیت لینے کا ذکر کیا گیا ہے اسمیں خطاب ہے "آمنوا" لوگوں کو یہ "آمنوا" والے لوگ انکا جن محکموں سے تعلق ہے ایک لاء اینڈ آرڈر دوسرا عدلیہ اور وہ اسٹیٹ سروسز جنکا پالیسیوں کے ساتھ تعلق ہے انکے جو بنیادی مسائل ہیں یا باء لاز ہیں وہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انہیں سمجھنے ہونگے، جن سے معاشیات، سماجیات اور معاشرت سدھرے گی۔ ان ہی کی ٹریننگ لے نی دے نی ہے، انہیں ماہ رمضان میں کوئی موٹر کاروں کی انجن خراب ہونے پر اسے درست کرنے کی تربیت نہیں دی جائے گی۔

خانقاہی ریاضتوں کے تقاضائوں کو علم وحی کے قوانین میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔

جناب قارئیں! آپ ابھی آیت (2-183) یعنی اس مضمون کے شروع میں پڑھکر آئے کہ صیام کو آپ مؤمنین کے اوپر فرض کیا جاتا ہے جسطرح کہ آپ سے پہلے والے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، اب یہ آیت (2-187) بتا رہی ہے کہ اگلی امتوں کے لوگوں کو انکی مذہبی پیشوائیت نے انہیں ملے ہوئے دین اور قوانین الاہی کو مسخ کر کے انہیں بجاءِ انتظامی فلاحی مقاصد کے خود ساختہ مشقتوں والا مذہب اور دھرم بنادیا، لیکن مسلم نما قرآن دشمن روایت ساز لوگوں نے جو جناب رسول اللہ کے بھی دشمن ہیں اور اصحاب رسول کے بھی دشمن ہیں، انہوں نے اس آیت کے شان نزول میں ایسی حدیثیں بھی گھڑی ہیں جن سے اصحاب رسول کے متعلق یہ الزام لگایا ہے کہ وہ صوم میں خود ساختہ پابندیاں بڑھا کر پھر ان میں خیانت کرتے تھے، جبکہ قرآن حکیم یہ بات اگلی قوموں اور اگلی امتوں کے حوالوں سے کر رہا ہے، سوچنے کی بات ہے کہ صوم ان آیات کے نزول سے پہلے اسلامی معاشرہ

میں موجود ہی نہیں تھا تو پھر اسمیں مسلم لوگ کیسی ترمیمیں کرینگے؟ اس جھوٹی شان نزول والی روایات سے بھی آپ اندازا لگا چکے ہوں گے کہ یہ روایت ساز لوگ اصحاب رسول پر بھی طعنے اور تہمتیں گھڑنے میں کوئی موقعہ نہیں چھوڑتے جو اللہ نے تو صوم کے اندر اگلی امتوں کی طرف سے گڑبڑ ڈالنے پر تنقید کی لیکن علم حدیث بنانے والوں نے اس کو بھی اصحاب رسول کے کھاتے میں ڈال دیا۔

اب اس آیت (2-187) میں قرآن حکیم اگلی امتوں والی مذہبی پیشوائیت کی ترمیم پر تنقید کرتے ہوئے کہ صوم کیا ہے کی وضاحت فرمارہا ہے: أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (2-187) ترجمہ تمہارے لئے صیام کی راتوں میں اپنی گھروالیوں کی طرف جنسی میلاپ کو حلال کیا گیا ہے، وہ تمھارے لئے لباس ہیں اور تم انکے لئے لباس ہو (لباس کردار کو درست رکھنے کی معنی میں بھی آیا ہے) اللہ کو معلوم ہے کہ تم لوگ (ہمارے قوانین کے ساتھ ملاوٹیں کرکے پھران میں بھی خیانتیں کرتے تھے) یہ اپنے ساتھ خیانتیں کررہے تھے لیکن اسکے باوجود اللہ اپنی رحمت کو آپ پر پلٹ کر تم سے درگذر کرتا ہے، اب تم لوگ اپنی ان گھروالیوں سے مباشرت کرسکتے ہو، سو کھاؤ پیو اتنے تک جتنے تک صبح کی سفید دھاری فجر کے وقت والی کھل جائے رات کی کالی دھاری سے، یعنی رات سے، اُسکے بعد مکمل کرو صیام کو (آنیوالی) رات تک۔

اوقات صوم اور صوم کی تعریف

جناب قارئین! آپنے خبر نہیں کہ آیت کریمہ میں بتائے ہوئے اوقات صوم پر غور کیا یا نہیں؟ اس آیت میں قرآن نے بتایا کہ صوم رکھنے کا وقت فجر کا وقت ہے سحری تک والا نہیں، یعنی طلوع آفتاب سے پہلے تک - اور صوم ختم کرنے کا وقت لیل ہے یعنی رات ہے، جاننا چاہیے کہ مغرب اور غروب کا وقت لیل کے نام سے نہیں پکارا جائے گا، قرآن حکیم میں تیرہ چودہ بار غروب اور مغرب کا لفظ مختلف شکلوں میں آیا ہے لیکن ایک بار بھی صوم کے کھولنے کیلئے مغرب کے وقت کا ذکر نہیں کیا گیا" قرآن حکیم نے لیل کو لباس سے تعبیر فرمایا ہے (25-47) یعنی لباس کے اندر جو چیز ہوتی ہے وہ چھپی ہوئی ہوتی ہے، لیل کے وقت دور کا بندہ پہچانا نہیں جاسکتا مغرب کے وقت دور کا آدمی پہچانا جاسکتا ہے۔ بہرحال علم حدیث بنانے والوں نے ہر طرف سے قرآن کے قوانین کو توڑا ہے۔ صوم کی

تعریف اور حقیقت اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ ہوئی کہ فجر کے وقت سے عشاء تک کھانا پینا جماع کرنا بند رکھنا ہو گا لیکن ہمارے ہاں صدیوں سے اس قرآنی حکم کے مطابق نہ صوم رکھا جاتا ہے نہ کھولا جاتا ہے۔

خاص افسروں کے لئے ہدایت جب انکی گھروالیاں بھی افسر ہوں اور وہ انکے ساتھ ایک ہی آفس میں اکٹھے کام کرتی ہوں تو ان کے لئے حکم ہے کہ:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (2-187)

آپ اپنی گھروالیوں سے مباشرت نہ کریں ایسے حال میں جب تم لوگ (ایمرجنسی ڈیوٹیوں کی وجہ سے جسطرح بجٹ تیار کرنے کے دنوں میں رات دن آفیسوں میں کام کیا جاتا ہے اپنی آفیسوں میں (رات دن) ڈیوٹیاں کرنا، یہ عاکفون فی المساجد کی معنی میں ہے یہ اللہ کے قوانین ہیں پھر ان قوانین کی حدود شکنی کے قریب بھی نہ جائیں" (دیکھو کہ) کسطرح اللہ اپنی باتیں لوگوں کیلئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ ان قوانین کی انحرافی سے خوف کھائیں اور ڈریں۔ وانتم عاکفون فی المساجد= لفظ علف کی معنی ہے الجھی ہوئی چیز کو سلجھانا، درست کرنا، جیسے الجھے ہوئے بالوں کو کنگھی دیکر درست کیا جاتا ہے، مسجد اور مساجد کی معنی تو حکومت کی آفیسیں ہیں جو وہاں سے جاری ہونے والے احکامات اور فیصلوں کی اطاعت کیلئے جھکا جاتا ہے، امامی علوم کی روایات نے جو اعتکاف فی المساجد کا تصور دیا ہے یہ رہبانیت کی راہ پر امت کو لانے کا ایک حربہ ہے اور دین کو مذہب میں بدلنے کا چکر ہے۔

اس بحث کے اخیر میں افسران کو رشوت خوری اور قومی بجٹ میں خیانت کرنے سے بازرہنے کی تنبیہ

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (2-188) ترجمہ: اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ، اور (ناہی) ان مالوں کے ذریعہ حکام بالا تک کی رسائی کرو، جس سے تم بیوروکریسی والوں کا کوئی فریق

،عوام کی بجٹ میں سے گناہ کرتے ہوئے کھانہ جائے،(ایسے حال میں کہ جانتے بھی ہو کہ اسطرح سے ریاست کی ستیاناس ہو جائے گی

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ اس مبحث صوم کے شروع میں اللہ نے حکمرانوں کو فرمایا کہ آپ کے اوپر جو (دوران تربیت) صیام فرض کئے جاتے ہیں اس سے مقصود یہ ہے کہ آپکے اندر عوام کے اوپر حکمرانی کرتے وقت قوانین سے انحرافی اور حدود شکنی کرنے سے خوف اور ڈر پیدا ہو" پھر آیت (186-2) میں فرمایا کہ ان قوانین کی تعلیم سے مقصد لتکبرواللہ علی ماھدیٰکم ولعلکم تشکرون ہے، یعنی "دنیا میں قوانین الاہی کی برتری اور انکی افادیت کا لوگوں کو حاصل ہونا ہے" پھر اس مبحث صوم کے اختتام والی آیت (188-2) میں فرمایا کہ قومی خزانے میں مالی کرپشن سے دور رہیں ورنہ تمہاری سلطنت دھڑام سے گر کر بکھر جائے گی۔

صوم کا اپنے جوہر میں عدالتی سزا اور ہرجانہ ہونے کے ثبوت

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَن يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (92-4) اگر کسی شخص نے کسی مخالف قوم کا آدمی غلطی سے قتل کیا جس قوم کے ساتھ تمہارا بھائیچارے کا معاہدہ تھا تو اسکے بدلے میں مقتول کے وارثوں کو خون بہا، دینا ہوگا اور ایک مؤمن غلام آزاد کرنا ہوگا (یہ بات اس زمانہ کی ہے جب معاشرہ میں غلام موجود تھے اب نہیں ہیں) پھر جو شخص اپنے پاس یہ ہرجانے نہ پاسکے تو اسے توبہ کی قبولیت کیلئے دوماہ مسلسل صوم رکھنے ہونگے۔ اللہ جاننے والا اور حکیم ہے۔ محترم قارئین! اس آیت کریمہ پر غور فرمائیں کہ صوم اس مقام پر ہرجانہ اور دیت کے طور پر لاگو کیا گیا ہے۔

صوم کے ہرجانہ اور جرمانہ ہونے کی دوسری مثال

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (89-5) اللہ پاک تمہارے فضول اور بغیر ارادہ والے قسموں پر تم سے گرفت نہیں کریگا لیکن ان قسموں پر پکڑ ہوگی جن قسموں سے تم نے ایگریمنٹ اور معاہدے کئے ہونگے، انکا جرمانہ اور ہرجانہ دس

مسکینوں کو درمیانہ قسم کا کھانا کھلانا ہے، جسطرح کا آپ لوگ گھروں میں کھاتے ہو، اپنے اہل کے ساتھ یا کفارہ ہوگا دس عدد آدمیوں کے لباس کی قیمت کے برابر، یا غلام کو آزاد کرنا کفارا ہوگا، پھر جو کوئی شخص یہ جرمانے نہ پاسکے تو وہ تین دن کے صوم رکھے، یہی کفارہ ہے تمہارے قسموں کا، جب تم قسمیں اٹھا کر توڑتے ہو۔

گناہوں کے وبال میں روزوں کے کفارہ ہونے کی تیسری مثال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ (95-5) اے وہ لوگو! جو مؤمنین کی جماعت میں سے ہو! جب تم حدود حرم میں ہو تو شکار کو نہ مارو۔ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر شکار کو مارا ہو تو پھر اس کی جزا اس شکار کے برابر ہوگی چارپایوں میں سے۔ جسکی جزا کے تعین کا فیصلہ دو عدد عادل لوگ تم میں سے کرینگے، اور شکار کردہ جانور کو کعبہ کے مہمانوں کو بطور ہدیہ دیا جائے۔ (اگر شکاری بدلہ نہیں دے سکتا تو) مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر اسکی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اسکے برابر صیام رکھے۔ (مسکینوں کا عدد اور صیام کا عدد، یہ بھی دو عادل لوگ مقرر کرینگے) یہ مساکین کو کھانا کھلانا، یا شکار جیسا جانور بدلے میں دینا یا اتنے صیام رکھنا یہ سب اسکے کئے ہوئے جرم اور وبال کا کفارہ ہے۔ محترم قارئین! اس آیت کریمہ میں صوم کو کفارہ اور وبال کا بدلہ کہا گیا ہے، سوچنے کا مقام ہے کہ روایت سازوں نے اسکے مقابل انکے والے روزوں کے کیا- کیا تو فضائل مشہور کئے ہیں جو اللہ نے تو اپنے لئے اعلان فرمایا کہ: لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ (108-9) یعنی پاکائی رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے تو علم حدیث بنانے والوں نے حدیثیں بنادیں کہ اللہ کو روزہ دار کے منہ کی بدبو بہت پسند ہے اسلئے روزہ دار منہ صاف نہ کرے۔ قرآن میں صوم کو ہرجانہ اور سزا کے طور پر بیان کرنے کی چوتھی مثال جناب قارئین! سورۃ المجادلہ کی دوسری آیت کریمہ سے قرآن حکیم میں ظہار کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ غصہ میں آکر اپنی گھروالی یعنی بیوی کو ماں کہہ دیتے ہیں، کہ آئندہ تو میرے لئے میری ماں کی طرح مجھ پر حرام ہے، تو قرآن حکیم نے فرمایا کہ اسکے اس قول سے بیوی، ماں تو نہیں بنجاتی لیکن اسکے بیہودہ اور جھوٹے قول سے رجوع کیلئے جرمانہ میں اس آدمی کو غلام آزاد کرنا ہے، اگر اسکے پاس غلام نہ ہو تو قرآن کا فرمان ہے کہ: فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ۖ فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۚ ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا

بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (4-58) غور کیا جائے کہ یہ دوماہ کے صوم رکھنا ایسے مجرم کی سزا کیلئے بتائے گئے ہیں جسکو منکرا من القول و زورا" کہا گیا ہے یعنی غیر معروف، غیر قانونی جھوٹا قول، جسکی سزا بتائی گئی ہے، غلام کو آزاد کرنا یا لگاتار دوماہ صوم رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا" اس حقیقت کی روشنی میں صوم عداالتی سزا قرار پاتی ہے، ان آیات میں یہ مجرموں کی پنشمنٹ کیلئے عدالت والوں کو قوانین الاہی کی حدود سمجھائی گئی ہیں۔ حج و عمرہ کیلئے ہدیہ کا جانور نہ دینے کی صورت میں بدلہ کے طور پر صوم رکھنے کا حکم اسکے لئے بھی آیت (196-2) پڑھی جائے۔

چپ رہنے کا صوم عوام اور پبلک سے بات چیت نہ کرنے اور بات چیت کرنے سے خود کو روک دینے کو بھی صوم کہا گیا ہے، ملاحظہ ہو فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا (26-19) یعنی کھا پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو اسے کہو کہ میں نے رحمان کیلئے صوم کی نذر مانی ہے، اسلئے آج کے دن میں کسی بنی بشر سے بات نہیں کرونگی۔ قوانین الاہی پر پابندی سے عمل کرنے کے ساتھ ممنوعات اور اوامر و نواہی کی خلاف ورزی کرنے سے خود پر کنٹرول کرنے والے مردوں اور عورتوں کو والصائمین والصائمات کہا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا جائے حوالہ (35-33)

خلاصہ مضمون

اس مضمون میں قرآنی آیات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ صوم رکھنے کا وقت فجر کو طلوع آفتاب کے پہلے سے لیکر عشاء تک ہے اور جن پر یہ صوم رکھنا لازم ہے، وہ افسران امن دینے والے عدلیہ اور حکومت چلانے والے ہیں، دوسرے نمبر پر: جو کوئی غلطی سے بغیر ارادے کے قتل کر بیٹھے۔ سوم گھر والی کو ماں کے ساتھ تشبیہ دیکر اسے خود پر حرام کرے، پھر اس سے رجوع کرے۔ چہارم عہد و پیمان یعنی قسم توڑنے والے پر۔ پنجم جو شخص حج و عمرہ کیلئے ہدیہ کا جانور بھیجنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ دس عدد صوم رکھے۔ چھٹا وہ شخص جس نے حدود حرم میں کوئی جانور شکار کیا ہو۔ انکا تفصیل کہ ہر جرم کے کتنے - کتنے صوم یہ متعلقہ آیات میں ہم اوپر لکھ کر آئے ہیں۔

جناب قارئین! پورے قرآن میں جتنی بار بھی صوم کا ذکر آیا ہے ان سب کی تعبیر و توضیح ، میں اس مضمون میں مکمل طور پر لا چکا ہوں۔ اس سے زائد روزوں کی جتنی بھی فضیلتیں حدیثوں کے علم میں بتائی جاتی ہیں انکا قرآن میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ (مضمون ختم)

از قلم عزیز اللہ بوہیو